ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل قادیان

ہفتہ میں چار بار

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

The ALFAZL QADIAN

نمبر ۱۰۱ | مورخہ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۳۰ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۳ ذوالحجہ سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو آج دو موٹی / پیٹ درد کی تکلیف رہی۔ جس کی وجہ سے حضور نماز میں تشریف نہ لا سکے۔

صاحبزادی امۃ النصیر بنت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ پیچش سے بیمار ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت کمزوری اور ضعف ہو گیا ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

مولوی فاضل کلاس کے طلباء کا امتحان ختم ہو چکا ہے ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دس اصحاب کی درخواستہائے بیعت ارسال کی گئی ہیں۔ سب دیسی اصحاب ہیں۔ احباب اُن سب کے ایمان و استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔

۱۳۔ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء ہندوستان کے متعلق اپنے جلسہ میں میرا لیکچر تھا۔ مضمون ختم کرتے ہوئے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا۔ اور بتایا۔ کہ کشمیر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر ہے۔ اس سے سامعین میں ایک دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اور لوگوں نے کثرت سے سوال کرنا شروع کئے اور دیر تک وفات مسیح پر بحث ہوتی رہی۔

۱۶۔ اپریل سنہ ۳۰ء نارتھ ویسٹرن کے طلباء کی ایک جمعیۃ میں میری تقریر تھی۔ تقریر کے بعد سوال و جواب کا لمبا سلسلہ جاری رہا۔

۱۸۔ اپریل سنہ ۳۰ء ایک کلب میں میری تقریر ہے۔ الغرض اللہ تعالےٰ تبلیغ کا خوب موقعہ دے رہا ہے۔ الحمد للہ

اب میں نے گوردن میں رہائش کے لئے ایک کمرہ لے لیا ہے۔ مسجد چھوڑنے کے بعد میں ایک نو مسلم کے گھر ایک ہفتہ کے قریب رہا۔

میں اب زیادہ تر گوروں میں کام کرتا ہوں۔ دفتر بھی انہی کے علاقہ میں ہے۔ خدا کے فضل سے تبلیغ کامیابی سے ہو رہی ہے۔ لوگ توجہ اور شوق سے باتیں سنتے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ یہ نئی جگہ بابرکت ثابت ہو۔ مطیع الرحمٰن ایم۔ اے از شکاگو۔

لنڈن کے احمدیہ مشن کی تبلیغی رپورٹ

الحمد للہ کہ احباب جماعت احمدیہ لنڈن خیریت سے ہیں اور دن رات اپنی ترقی میں کوشاں ہیں۔ درس قرآن دیا جاتا ہے۔ جس میں بہت سے احباب حاضر ہوتے ہیں۔ اور روحانی ترقی کر رہے ہیں۔ اور جسقدر لوگ اتوار اور جمعہ کو مسجد میں آتے ہیں۔ ان کو خوب تبلیغ کی جاتی ہے۔ اور بہت اچھا اثر لے کر جاتے ہیں۔ ملاقات کے ذریعہ بھی تبلیغ کا اچھا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ نومسلم چندہ بھی دیتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی جو تقریریں اخبار الفضل میں شائع ہوتی ہیں۔ چودھری اسد اللہ خاں صاحب ان کا انگریزی ترجمہ کر کے احباب کو سُناتے رہتے ہیں۔ جس کا بہت اچھا اثر ہو رہا ہے۔ اتوار کے روز خوب رونق ہوتی ہے۔ اور ٹیچنگ آف اسلام سنائی جاتی ہے۔ صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے نے دو سوسائٹیوں میں لیکچر دیئے۔

خاکسار فرزند علی از لنڈن

بنت خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب احمدی کو تعلیم کے لئے وظیفہ

یو۔ پی گورنمنٹ ہر سال ایک لیڈی گریجویٹ کو سکالرشپ دے کر تکمیل تعلیم کے لئے ولایت بھیجتی ہے۔ چنانچہ اس سال متعدد امیدواروں میں سے جن میں کرسچین۔ ہندو۔ اور مسلمان گریجویٹ خواتین شامل تھیں۔ گورنمنٹ نے مس ایچ محمد حسین بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لنڈن) بنت خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب احمدی ساکن نسیم منزل علی گڑھ کو وظیفہ دینا منظور کیا ہے۔ ہم خان بہادر صاحب موصوف کو اس کامیابی اور عزت افزائی پر مبارکباد دیتے ہیں۔

قاضی محمد علی صاحب

قاضی صاحب موصوف کے متعلق تازہ ترین اطلاع یہ ملی ہے۔ کہ وہ بفضل خدا خوش و خرم ہیں۔ قرآن کریم اور حقیقۃ الوحی انہیں پہنچا دی گئی ہے۔ الفضل کے پڑھنے کا بہت اشتیاق ظاہر کرتے تھے لیکن جیل کے محافظوں نے اخبار کے پرچے واپس کر دیئے۔

مبلغین کو اپنے کرایہ پر بلانے والی جماعتوں کی بابت

سنہ ۱۹۲۹-۳۰ء کے تبلیغی دوروں کے لئے جو روپیہ براہ راست دفتر دعوت و تبلیغ کو روانہ کیا گیا۔ یا مبلغین کو بطور سفر خرچ دیا گیا۔ اس کی تفصیل شکریہ کے ساتھ شائع کی جاتی ہے۔ احباب نوٹ کرلیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نمبر شمار	تاریخ	نام مبلغ صاحب	نام جماعت	رقم روپیہ	رقم آنہ	کیفیت
۱	۲۔ جون سنہ ۱۹۲۹ء	مولوی غلام رسول صاحب	جماعت سرشد	۱۵	۰	برائے دورہ تبلیغی
۲	۵ 〃 〃	مہاشہ محمد عمر صاحب	〃 باندرا	۲۵	۰	〃 شمولیت کانفرنس
۳	۵۔ اگست سنہ ۱۹۲۹ء	مولوی اللہ دتا صاحب	〃 کلکتہ	۲۲	۰	〃 جلسہ
۴	〃	ایضاً	〃 کوٹلی	۱۵	۰	〃 کانفرنس
۵	〃	ایضاً	〃 گجرات	۱۰	۰	〃 مباحثہ
۶	〃	ایضاً	〃 دھرم کوٹ	۹	۰	〃 〃
۷	۱۸۔ اگست سنہ ۱۹۲۹ء	ایضاً	〃 مونگ	۱۶	۰	〃 〃
۸	۱۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء	مولوی غلام رسول صاحب	〃 گنج دنارووال	۱۰	۰	〃 〃
۹	۱۷ 〃 〃	〃 ظہور حسین صاحب	〃 ڈھسلوان	۳	۰	〃 〃
۱۰	۲۰ 〃 〃	〃 محمد صادق صاحب	〃 بھٹنڈا	۳	۰	〃 کانفرنس
۱۱	۲۲ 〃 〃	〃 محمد یار صاحب	〃 منٹگمری	۱۵	۰	〃 مباحثہ
۱۲	۱۹۔ ستمبر سنہ ۱۹۲۹ء	ماسٹر عبدالرحمن صاحب	〃 کامل پور	۱۰	۰	〃 〃
۱۳	۹۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء	مولوی بقاپوری صاحب	〃 لبھاکا	۸	۰	〃 〃
۱۴	〃 〃 〃	〃 〃 〃	〃 پھلوکے	۴	۰	〃 〃
۱۵	〃 〃 〃	مولوی اللہ دتا صاحب	〃 چک نمبر ۵۶۵	۱۵	۰	〃 〃
۱۶	۲۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء	〃 〃 〃	〃 میاں کوٹ	۱۰	۰	〃 〃
۱۷	۲۷ 〃 〃	مولوی ظہور حسین صاحب	〃 انچولی	۵	۰	〃 〃
۱۸	〃 〃 〃	〃 غلام احمد صاحب	〃 〃	۹	۰	〃 〃
۱۹	۱۶۔ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء	〃 عبدالاحد صاحب	〃 سری گوبند پور	۱	۰	〃 〃
۲۰	۲۲ 〃 〃	〃 غلام احمد صاحب	〃 سنور وسامانہ	۱۶	۰	〃 〃
۲۱	۲۸ 〃 〃	〃 〃 〃	〃 پٹیالہ منصورپور۔ زیرہ۔ قصور۔ بھٹنڈہ	۲۴	۰	〃 〃
۲۲	۴۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء	مولوی عبدالاحد صاحب	جماعت ڈیرہ بابا نانک	۲	۱	〃 〃
۲۳	۲۱ 〃 〃	〃 علی محمد صاحب	〃 ملتان	۱۰	۰	〃 جلسہ
۲۴	۱۷۔ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء	〃 اللہ دتا صاحب	〃 نکودر	۹	۰	〃 〃
۲۵	۲۵۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء	〃 〃 〃	〃 گورداسپور	۱	۸	〃 〃
۲۶	۲۶۔ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء	مولوی غلام احمد صاحب	〃 کوٹ فتح خان	۱۰	۰	〃 مباحثہ
۲۷	۲۷ 〃 〃	〃 محمد یار صاحب	〃 پتوکے	۵	۰	〃 〃
۲۸	〃 〃 〃	〃 〃 〃	〃 کلانور	۳	۰	〃 〃
۲۹	〃 〃 〃	مولوی اللہ دتا صاحب	〃 〃	۳	۰	〃 〃
۳۰	۱۱۔ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء	〃 علی محمد صاحب	〃 چانگریاں	۲	۰	〃 〃
۳۱	۱۵ 〃 〃	〃 اللہ دتا صاحب	〃 حیدرآباد دکن	۵۰	۰	〃 مباحثہ آریاں
۳۲	۱۰ 〃 〃	〃 محمد یار صاحب	〃 چانگریاں	۱	۱۰	〃 〃
۳۳	۲۱ 〃 〃	〃 غلام رسول صاحب	〃 جموں غیر احمدیاں	۶	۰	〃 تقریر جلسہ
۳۴	۲۵ 〃 〃	〃 غلام احمد صاحب	〃 مونگ	۴	۰	〃 مناظرہ
۳۵	۱۷۔ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء	〃 〃 〃	〃 جہلم	۲	۰	〃 مباحثہ
۳۶	〃 〃 〃	〃 〃 〃	〃 کامل پور	۱۰	۰	〃 〃
۳۷	〃 〃 〃	〃 〃 〃	〃 بالاکوٹ	۱۲	۰	〃 〃
۳۸	〃 〃 〃	مولوی ظہور حسین صاحب	〃 لکھنؤ	۱۸	۰	〃 تبلیغ
۳۹	۲۔ فروری سنہ ۱۹۳۰ء	〃 〃 〃	〃 〃	۷	۱۲	〃 〃
۴۰	۲۴۔ مئی سنہ ۱۹۳۰ء	〃 عبدالغفور صاحب	〃 سیال کوٹ	۷	۰	〃 جلسہ
			میزان	۴۰۹	۱۵	

مستریوں کے مقدمہ کی تاریخ: گذشتہ پرچہ میں مستریوں کے مقدمہ کی تاریخ ۱۲ جون لکھی گئی ہے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ ۲۳ جون تاریخ مقرر ہوئی ہے۔

الفضل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر ۱۰۱ قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۳۰ء جلد ۱۷

موجودہ شورش سے مسلمانوں کی علیحدگی کا اعتراف گورنمنٹ کی طرف سے

مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا اعلان کرنے کی ضرورت

اگرچہ یہ ناممکن تھا۔ کہ ہندو قوم جیسی ہوشیار اور منظم قوم جو تحریص و ترغیب کے ہر قسم کے سامان اپنے پاس رکھتی ہے۔ کوئی مقصد اور مدعا لے کر کھڑی ہوتی۔ اور مسلمانوں میں سے جو ایک طرف تو غربت اور افلاس کا شکار ہوئے ہیں۔ اور دوسری طرف افتراق اور تشتت میں مبتلا ہیں۔ کچھ لوگوں کو اپنا آلہ کار بنانے میں کامیاب نہ ہو جاتی۔ اور انہیں اپنی ہاں میں ہاں ملانے کے لئے تیار نہ کر لیتی۔ چنانچہ مسلمانوں میں سے بعض لوگ اُسے ایسے مل گئے۔ جنہوں نے کسی نہ کسی وجہ سے قومی مقاصد کو نظر انداز کر کے اپنے آپ کو ہندوؤں کے حوالے کر دیا۔ اور انہیں یہ اختیار دے دیا۔ کہ وُہ جس طرح چاہیں۔ ان سے کام لیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ثابتہ ہے۔ کہ موجودہ شورش میں مسلمان بحیثیت قوم شریک نہیں ہوئے۔ اور نہ انہوں نے اس طریق عمل سے اتفاق ظاہر کیا ہے۔ جو اس وقت گورنمنٹ کو بے دست و پا بنانے کے لئے ہندوؤں نے اختیار کر رکھا ہے۔ بلکہ وہ اسے سخت نقصان رساں اور تباہ کن یقین کرتے ہوئے اس سے بالکل علیحدہ ہیں۔

مسلمانوں کا یہ رویہ گورنمنٹ پر بھی اچھی طرح واضح ہو چکا ہے۔ چنانچہ وائسرائے ہند نے وزیر ہند کو ہندوستان کی موجودہ صورت حالات کے متعلق جو برقی پیغام ارسال کیا۔ اور جسے وزیر ہند نے پارلیمنٹ کے ارکان میں بغرض اطلاع تقسیم کیا۔ اس میں لکھا ہے۔ "انتہائی کوشش کے باوجود کانگریسی اس وقت تک مسلمانان ہند کو من حیث القوم اپنے ساتھ شامل نہیں کر سکے۔ ان کے راہنماؤں نے اس تحریک میں ہندوؤں کے ساتھ شمولیت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور وُہ اپنے حقوق کی حفاظت آئینی طریقوں سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ آل انڈیا مسلم فیڈریشن کونسل نے موجودہ سول نافرمانی کی تحریک کو مسلم مفاد کے لئے نقصان دہ بتاتے ہوئے مسلمانان ہند کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وُہ اس تحریک سے الگ رہیں"۔

یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ کانگریسیوں نے مسلمانوں کو بحیثیت قوم موجودہ تحریک میں شامل کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ اور یہ بھی درست ہے۔ کہ انہیں اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اور مسلمانوں کی بہت بڑی کثرت نے ہندوؤں کے ساتھ شمولیت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جیسا کہ وائسرائے ہند نے خود اعتراف کیا ہے۔ لیکن اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ مسلمان ہندوستان کی آزادی کے متمنی نہیں۔ اور موجودہ حالت پر مطمئن ہیں۔ یا مزید سیاسی اور ملکی حقوق حاصل نہیں کرنا چاہتے۔ اور جو کچھ انہیں مل چکا ہے۔ وہی کافی سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان کے دل میں بھی اپنے ملک کی آزادی اور ترقی کے متعلق ایسی ہی خواہش ہے۔ جیسی کسی اور کے دل میں۔ لیکن وُہ خلافِ آئین اور امن شکن کارروائیوں میں شریک نہیں ہونا چاہتے اور بالفاظ وائسرائے ہند "اپنے حقوق کی حفاظت آئینی طریقوں سے حاصل کرنا چاہتے ہیں" کیونکہ وُہ جانتے ہیں۔ اگر آج گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف قانون شکنی کر کے اور بدامنی پھیلا کر کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ تو کل کامیاب ہونے والوں کا بھی اسی قسم کے حالات سے دوچار ہونا لابدی ہے۔ اور اس وقت قانون شکنوں اور فتنہ پردازوں کو روکنے کے لئے ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

یہ مسلمانوں کی ایک نہایت عاقلانہ اور شریفانہ دور اندیشی ہے۔ اور وائسرائے ہند جو گورنمنٹ برطانیہ کا ہندوستان میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ ذمہ دار نمائندہ ہے۔ نہ صرف اسے اس کا اعتراف ہے۔ بلکہ وزیر ہند کی وساطت سے اس نے پارلیمنٹ کے ارکان سے بھی اس کا اعتراف کرانے کی کوشش کی ہے لیکن سوال یہ ہے۔ کہ ایسے ہیجان انگیز حالات اور ذلت آمیز واقعات کی موجودگی میں جو ہندوستان میں رونما ہو رہے ہیں۔ اور جنہیں برداشت کرتے ہوئے مسلمانوں نے بحیثیت قوم نہایت پُرامن اور گورنمنٹ کے لئے فائدہ بخش رویہ اختیار کر رکھا ہے اس کا گورنمنٹ کی طرف سے خواہ کیسے ہی صاف اور واضح الفاظ میں کیوں نہ ہو کیا صرف اعتراف ہی کافی ہو سکتا ہے۔ اور اسی کو مسلمانوں کے لئے پورا معاوضہ سمجھا جا سکتا ہے۔

آج سے چند ہی روز قبل حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے گورنمنٹ کے خلاف موجودہ خطرناک شورش اور اس سے مسلمانوں کی علیحدگی کا ذکر کرتے ہوئے گورنمنٹ سے دو باتوں کا مطالبہ کیا تھا۔ ایک تو یہ کہ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ وُہ اس بات کا اقرار کرے۔ کہ کانگریس کی تحریک سے مسلمانوں کا علیحدہ رہنا اس لئے نہیں۔ کہ وُہ بکے ہیں۔ اور کچھ کر نہیں سکتے۔ بلکہ اس لئے ہے۔ کہ وُہ قانون کا احترام کرتے ہیں۔ اور قانون کے اندر رہ کر ملک کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔ اور دوسری یہ کہ گورنمنٹ مسلمانوں کو یقین دلائے۔ کہ ہم تمہارے جائز حقوق تمہیں دینے کے لئے تیار ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۔ مئی سنہ ۱۹۳۰ء)

وائسرائے ہند کے پیغام بنام وزیر ہند سے یہ تو ظاہر ہے۔ کہ پہلا مطالبہ پورا کر دیا گیا ہے۔ وائسرائے ہند نے اس میں صاف طور پر اعتراف کیا ہے۔ کہ مسلمان بحیثیت قوم کانگریس کی موجودہ تحریک میں شریک نہیں ہوئے۔ کیونکہ وُہ اپنے حقوق کی حفاظت آئینی طریقوں سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مگر دُوسرا مطالبہ جو بہت اہم ہے۔ ابھی باقی ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ گورنمنٹ تدبر سے کام لے کر اور وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اور مسلمانوں کی آئین پسندی کی قدر کرتے ہوئے جلد سے جلد یہ بھی اعلان کر دے۔ کہ وُہ مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق دینے کے لئے تیار ہے۔ اور ملک میں شورش اور بدامنی پھیلانے۔ اور قانون شکنی کرنے والوں کے شور و شر اور فتنہ و فساد سے دب کر مسلمانوں کے حقوق نظر انداز نہیں کئے جائیں گے۔

اگرچہ وائسرائے نے حال ہی میں جو اعلان کیا ہے۔ اس میں اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کرنے کا یقین دلایا ہے۔ لیکن یہ ایک مجمل سا اعلان ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ جس طرح موجودہ شورش سے مسلمانوں نے نمایاں طور پر اپنے آپ کو علیحدہ رکھا ہے۔ اور اس وجہ سے وُہ کئی قسم کی تکالیف اور نقصانات اٹھا رہے ہیں۔ اسی طرح غیر مشتبہ اور صاف الفاظ میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا بھی یقین دلایا جائے۔

مسلمانوں کا موجودہ نازک وقت میں کانگریس کی تحریک سے علیحدہ رہنا کوئی معمولی بات نہیں۔ خود گورنمنٹ کو بھی اس کا احساس ہے۔ اسی لئے پارلیمنٹ کے ارکان تک یہ بات پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ اور اسے اڑے وقت میں مسلمانوں کی طرف سے بہت بڑی امداد سمجھا گیا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ مسلمانوں کو اطمینان دلانے کے لئے اتنا بھی اعلان نہ کیا جائے۔ کہ ان کے حقوق کی حفاظت کی جائیگی۔ اور ان کی آئینی جدوجہد کے نتیجہ میں انہیں [illegible] جائیں گے۔

اس قسم کے اعلان کا صرف یہ فائدہ ہوگا۔ کہ مسلمان اپنے حقوق محفوظ سمجھکر ملک سے بدامنی اور انارکی دور کرنے میں گورنمنٹ کے لئے پیش از پیش مفید ثابت ہونگے بلکہ یہ بھی ہوگا۔ کہ قانون شکن اور فتنہ انگیز لوگوں کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اپنے حقوق حاصل کرنے کا اصل طریق آئینی جدوجہد ہے۔ اور اگر سارے کے سارے نہیں۔ تو ایک بڑا حصہ قانون شکنی کی تحریک سے علیحدہ ہو جائیگا۔

اس بارے میں جس قدر جلد سے جلد گورنمنٹ توجہ کرے اسی قدر زیادہ اس کے لئے اور ملک کے لئے مفید ہوگا ؟

بیگم صاحبہ بھوپال کا انتقال

اسلامی حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ سنی گئی۔ کہ ۱۲ مئی کو بیگم صاحبہ سابق فرمانروائے بھوپال کا انتقال ہو گیا۔ اور اس طرح مسلمانوں اور خاصکر مسلمان خواتین کی نہایت ہی مشفق اور مہربان ہستی دنیا سے اٹھ گئی۔ بیگم صاحبہ نہ صرف اپنی رعایا کی مہربان حاکم اور اس کی خیر خواہی اور ترقی میں مصروف رہنے والی حکمران تھیں بلکہ عام مسلمانوں کے لئے بھی چشمہ فیض تھیں۔ کئی ایک لوگوں کو بڑے بڑے عطیات دینے کے علاوہ متعدد قومی اداروں کی بڑی فراخدلی سے مدد فرمائی تھیں۔ اور باوجود حکمرانی کے نہایت اہم اور بے حد مصروفیت طلب فرائض کی ادائگی کے طبقہ نسواں کی اصلاح و تربیت میں سرگرم حصہ لیتی تھیں۔ اس کے لئے مالی امداد اور اہم مشورے دینے کے علاوہ آپ نے کئی ایک کتابیں بھی تصنیف کیں۔ ایک کافی عرصہ تک آپ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کی وائس چانسلر رہیں اور آخری زندگی میں ہی اپنے قابل اور لائق فرزند کے حق میں حکومت سے دست بردار ہو گئیں۔

ایسی فیض رساں اور ہمدرد ہستی کا دنیا سے علیحدہ ہو جانا مسلمانوں کے لئے نہایت ہی افسوسناک امر ہے۔

صدر جمعیۃ العلماء کی قانون شکنی

اخبارات میں اعلان ہوا ہے۔ کہ مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء نے دہرسانہ کے ذخیرہ نمک پر حملہ کرنیوالے رضا کاروں کی رہنمائی کے لئے اپنی خدمات پیش کی ہیں لیکن جب جمعیۃ العلماء حال ہی میں یہ قرارداد پاس کر چکی ہے۔ کہ کانگریس کی تحریک میں شریک ہونا جمعیۃ کا مذہبی فرض ہے۔ تو پھر دوسرے رضا کاروں کی راہ نمائی تلاش کرنے کا کیا مطلب کیوں جمعیۃ العلماء ہی اپنے صدر کی راہ نمائی میں دہرسانہ کے ذخیرہ نمک پر حملہ آور نہیں ہوتی۔ بہتر ہو۔ کہ علماء خود ہی اس مہم کو سر کریں۔ تا دنیا کو معلوم ہو جائے۔ کہ یہ طبقہ کچھ کرنا بھی جانتا ہے۔ صرف گھروں میں بیٹھکر باتیں بنانا اور دوسروں کو تباہی و بربادی کے گڑھے میں دھکیلنا ہی اس کا کام نہیں ہے ؟

عید الاضحی پر مسلمانوں کا کشت و خون

اس دفعہ اس بات پر بڑی خوشی کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ کہ عید الاضحی کے موقعہ پر کسی جگہ ہندوؤں نے مسلمانوں کو تنگ نہیں کیا۔ ان کے مذہبی فریضہ کے خلاف اپنی قوت اور طاقت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اپنی کثرت اور اپنے رسوخ کے بھروسہ پر بے گناہ مسلمانوں کا خون نہیں بہایا۔ ہندو بھی بطور احسان اس امر کا ذکر کر رہے تھے۔ اور یہ بات مسلمانوں کے ذہن نشین کرنے میں سرگرم تھے۔ کہ ہندو تو بڑے دھرماتما ہیں۔ وہ بطور خود کسی انسان کا خون گرانے پر کبھی آمادہ نہیں ہو سکتے۔ خواہ وہ انسان گئو ماتا کا قاتل ہی کیوں نہ ہو۔ ورنہ اصل ہندوؤں کو مسلمانوں پر حفاظت گائے کے پردہ میں دست ظلم دراز کرانے والی ایک اور ہی طاقت ہے۔ اور مسلمانوں کو چاہئے۔ ہندوؤں کے ساتھ مل کر اس کا خاتمہ کر دیں۔

لیکن یہ ساری خوشیاں اور سارے دعوے محض ہوائی ثابت ہوئے۔ جبکہ بعض مقامات پر فساد ہونے کی اطلاعیں موصول ہوئیں۔ ان میں سب سے زیادہ خوفناک اطلاع وہ ہے۔ جو علاقہ آسام کے فساد کے متعلق ہے۔ اور جس کی تفصیل ہم اسی پرچہ میں اپنے ایک معزز نامہ نگار کی طرف سے شایع کر رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بیچارے مسلمانوں پر بلا وجہ حملہ کیا گیا۔ اور محض اس لئے کیا گیا۔ کہ انہیں ایک مذہبی فریضہ سے باز رکھیں۔ اور اپنی طاقت اور قوت کے زور سے باز رکھیں۔

جیسا کہ بہت سے دوسرے مقامات پر ہوا۔ اس موقعہ پر بھی مسلمانوں کو بے حد نقصان اٹھانا پڑا۔ کیونکہ وہ ہندوؤں کی ایک سوچی سمجھی ہوئی سازش کا شکار ہوئے۔ اور ایسی حالت میں ان پر حملہ کیا گیا۔ جبکہ وہ بالکل بے خبر اور نہتے تھے

یہ مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کا اس وقت سلوک ہے۔ جبکہ وہ مسلمانوں کو کانگریس میں شریک ہو کر سوراجیہ حاصل کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اگر ایسے موقعہ پر بھی ہندو اس بغض اور کینہ کو چھپا نہیں سکتے۔ جو انہیں مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ تو کس طرح امید کی جا سکتی ہے۔ کہ ہندوستان کے سیاہ و سفید کے مالک بن جانے پر وہ مسلمانوں کو زندہ رہنے دینگے ؟

تشدد کا اعتراف

کانگریس کی مجلس عاملہ نے اپنے خاص اجلاس الہ آباد میں جہاں اپنی مستقبل کی سرگرمیوں کے متعلق متعدد قرار دادیں منظور کی ہیں۔ وہاں یہ بھی اعتراف کیا ہے۔ کہ بعض مقامات پر ہجوم نے تشدد سے کام لیا۔ لیکن اس پر صرف اظہار افسوس کر دینا ہی کافی سمجھا گیا ہے۔ اور تشدد کرنیوالوں کو کسی قسم کی سرزنش نہیں کیگئی۔ علاوہ ازیں آئندہ کے لئے نہ صرف اس کی روک تھام کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ بلکہ اپنے لئے اس قسم کی مزید سرگرمیاں تجویز کی گئی ہیں۔ جن کا لازمی نتیجہ تشدد ہوگا۔ اس وجہ سے نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کانگریس تشدد کو ناروا سمجھتی اور اسے عمل میں لانے سے پرہیز کرتی ہے ؟

طلباء کے دشمن

ہندوستان تعلیم میں بہت پیچھے ہے۔ یہ ایک ایسی عام بات ہے۔ جس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اور اس سے بھی کوئی سمجھدار انکار نہیں کر سکتا۔ کہ جب تک کوئی ملک تعلیمی لحاظ سے نمایاں ترقی نہ کرے۔ وہ خواہ آزاد ہو یا غلام دنیا میں کوئی باوقعت جگہ حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن معلوم نہیں۔ ہندوستان کے کانگریسی لیڈروں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ وہ ملک کے کروڑوں انسانوں کو چھوڑ کر چند لاکھ طلباء کو ملک کو آزاد کرانے کے لئے تعلیم ترک کر دینے کی دعوت دے رہے ہیں۔

۴ مئی کو لاہور میں سٹوڈنٹس یونین کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں ہر ایک تقریر کرنے والے نے نوجوانوں کو یہی نصیحت کی۔ کہ تعلیم چھوڑ کر قومی جنگ میں کود پڑو۔

اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ نوجوانوں کے لئے علوم کا دروازہ بند کر دیا جائے۔ اور انہیں اپنی زندگی کو کامیاب اور ملک کے لئے مفید بنانے سے روک دیا جائے۔ اگر دوسرے لوگ ختم ہو چکے ہوں۔ تو بھی ایک بات ہے۔ لیکن سیاسی جدوجہد کی ابتدا میں ہی طالب علموں پر ہاتھ صاف کرنا کوئی دانشمندی نہیں ہے ؟

سرحد میں فساد کی وجہ

شملہ کے ایک تازہ سرکاری بیان میں اعلان کیا گیا ہے کہ اب یہ صاف طور پر واضح ہو گیا ہے۔ کہ گذشتہ نصف ماہ میں قبائل کے درمیان جو ہلچل مچی۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ پشاور اور بنوں وغیرہ کے کانگریسی رہنماؤں نے اہل قبائل کو اطلاع بھیجدی تھی۔ کہ ہندوستان میں برطانی حکومت کا خاتمہ ہو گیا ہے اور سارے ملک میں بدنظمی اور فساد پھیلا ہوا ہے۔ گویا مسلمانوں کی اس ساری مصیبت اور تباہی کا موجب وہ کانگریسی لیڈر ہوئے۔ جنہوں نے بالکل غلط اور بے بنیاد باتیں مشہور کر کے ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔ یہ کانگریسیوں کا اتنا بڑا جرم ہے۔ جو کسی صورت میں قابل درگذر نہیں ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے پوری کوشش کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

فرمودہ ۱۷ - مئی سنہ ۱۹۳۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:- اس وقت جو

اسلام کی حالت

ہے۔ اور جس کس پرسی میں وہ دین مبتلا ہے۔ جو دنیا کی اصلاح کرنے اور لوگوں کو ترقی دینے کے لئے آیا تھا۔ وہ ہر ایک ایسے شخص پر جو کچھ بھی

اسلام سے محبت

اپنے دل میں رکھتا ہے۔ ظاہر ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ زمانہ عام طور پر مذہب کے خلاف اثرات سے پُر ہے۔ اور ان خطرناک رَو ولا سے جو مذہب کے خلاف اس وقت چل رہی ہیں۔ نہ عیسائیت محفوظ ہے۔ نہ ہندوازم محفوظ ہے۔ نہ سکھ ازم محفوظ ہے۔ نہ یہودیت محفوظ ہے۔ اور نہ اسلام محفوظ ہے۔ لیکن ان حملوں میں جو دیگر مذاہب پر ہوتے ہیں۔ اور ان میں جو اسلام پر ہوتے ہیں۔

بہت بڑا فرق

ہے۔ اور وہ فرق اس قدر نمایاں ہے۔ کہ ہر شخص اُسے با سانی سمجھ سکتا ہے۔ اسلام کے سوا روئے زمین پر کوئی اور مذہب نہیں جس کے ماننے والوں کے پاس ان کی الہامی کتاب اپنے اصلی الفاظ میں محفوظ ہو۔ اور نہ ہی کسی مذہب کا ایسا دعوےٰ ہے۔ صرف اسلام ہی اس بات کا مدعی ہے۔ کہ اس کی الہامی کتاب اپنے اصلی الفاظ میں موجود ہے۔ اور ہمیشہ ہی محفوظ رہے گی۔ لیکن جہاں ایک طرف یہ امر ہمارے لئے فخر و مباہات کا موجب ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ دشمنوں کی مجالس میں فخر سے ہم اپنے سر کو بلند کریں۔ کہ ہمارا مذہب ہر قسم کی دست برد سے محفوظ ہے۔ وہاں یہ ہمارے لئے

ایک خطرناک صورت

بھی پیدا کر دیتا ہے۔ عیسائیت پر اگر کوئی حملہ ہوتا ہے۔ تو وہ اپنی کتاب کے غیر محفوظ ہونے کی آڑ میں پناہ لے لیتی ہے۔ ایک پادری نہایت دیدہ دلیری سے کہہ دیتا ہے۔ کہ اصل چیز عیسائیت کا مغز ہے اور تم اعتراض الفاظ پر کرتے ہو۔ جو اس وقت اپنی صورت میں نہیں ہیں۔ یا تمہارا حملہ تفصیلات پر ہے۔ اور انہیں ہم محفوظ نہیں سمجھتے تو ان کے لئے بہت ہی آسانی ہے۔ بلکہ ان کی تو یہ حالت ہے کہ روس کا ایک شخص

ٹالسٹائی

جو مذہباً عیسائی۔ اور مذہب کے متعلق نئے خیالات کا بانی قرار دیا گیا ہے۔ اسے مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض کتب ارسال کیں۔ جنہیں پڑھنے کے بعد اس نے مفتی صاحب کو لکھا۔ کہ اور باتیں تو معقول ہیں۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ آپ حضرت مسیح کی ولادت بے باپ پر اس قدر زور کیوں دیتے ہیں۔ اگر مریم نے غلطی کی۔ تو اس میں یسوع مسیح کا کیا قصور؟ یعنی اگر یہ بھی مان لیا جائے۔ کہ مسیح کی پیدائش نعوذ باللہ ناجائز تھی۔ تو یہ قصور مریم کا ہے۔ مسیح پر اس کی وجہ سے کوئی الزام نہیں آتا۔ تو اپنے اپنے مذہب کو

زمانہ کے رنگ میں ڈھالنے

کے لئے عیسائیوں۔ یہودیوں۔ ہندوؤں وغیرہ مذاہب کو بہت سہولتیں ہیں۔ ہندو مذہب چند ایک دعاؤں اور منتروں کا مجموعہ ہے۔ باقی تفصیلات ہیں سے جس پر تم اعتراض کرو۔ کہہ دینگے۔ چلو یہ نہ سہی۔ ان مذاہب کی مثال تو ایسی ہے جیسے کہتے ہیں کسی جگہ

ایک پٹھان

رہتا تھا۔ جو بازار میں اکڑ کر اور مونچھوں پر تاؤ دے کر چلا کرتا اور اس کا دعوےٰ تھا۔ کہ چونکہ میرے جیسا کوئی اور یہاں بہادر نہیں۔ اس لئے میں یہاں کسی اور کو کام نہیں کرنے دونگا۔ ایک شخص پر اس کا اس طرح اکڑ کر چلنا بہت گراں گزرا کرتا تھا اور وہ دل ہی دل میں بہت تاؤ کھایا کرتا تھا۔ کہ یہ کیوں لوگوں پر اس طرح حکومت کرتا ہے۔ ایک دن وہ خود بھی اسی طرح مونچھوں کو تاؤ دے کر بازار میں آ گیا۔ کسی نے جا کر پٹھان سے کہہ دیا کہ ایک اور آدمی بھی آج اس طرح بازار میں آیا ہے۔ پٹھان فوراً اٹھ کر اس کے پاس گیا۔ اور کہا۔ تیرا کیا حق ہے۔ کہ اس طرح مونچھوں کو تاؤ دے۔ اس نے کہا تیرا کیا حق ہے۔ پٹھان نے کہا۔ میرا یہ حق ہے۔ کہ میرے جیسا کوئی بہادر نہیں۔ اس نے کہا۔ میرے جیسا بھی کوئی بہادر نہیں ہے۔ پٹھان نے کہا۔ آؤ تلوار سے فیصلہ کرلیں۔ کون بہادر ہے۔ اور تلوار کھینچ لی۔ اس پر وہ شخص کہنے لگا۔ اس طرح ٹھیک نہیں۔ کہ آدمی خود مر جائے اور بعد میں بیوی بچے تباہ او خستہ حال پھرتے رہیں۔ پہلے تم بھی اپنے بیوی بچوں کو قتل کر دو۔ اور میں بھی کر دیتا ہوں۔ اور پھر آ کر لڑیں گے۔ پٹھان نے کہا۔ بہت اچھا۔ چنانچہ وہ گیا۔ اور دم بھر میں گھر کا صفایا کر کے آ موجود ہوا۔ اور اس شخص سے کہا۔ آؤ اب لڑیں۔ لیکن اس نے مونچھیں نیچی کرلیں۔ اور کہا۔ اب تو میری صلاح بدل گئی ہے۔ یہی حال دیگر مذاہب کا ہے۔

دشمن سے مقابلہ

کے لئے نکلتے ہیں۔ لیکن جب کوئی حملہ ہوتا ہے۔ تو کہہ دیتے ہیں چلو یہ بات نہ سہی۔ لیکن اسلام پوری طرح اس بات پر قائم ہے کہ قرآن کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف بلکہ ایک ایک حرکت پوری طرح محفوظ ہے۔ اور اس کی اجمالی نہیں۔ بلکہ تفصیلی تعلیم بھی قابل عمل ہے۔ اس لئے اسلام کیلئے مونچھیں نیچی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ ہر حملہ جو اس پر ہوتا ہے۔ اس کے جگر پر پڑتا ہے دیگر مذاہب کی مثال پانی کی ہے۔ جس پر تلوار پڑتی ہے۔ لیکن کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مگر اسلام

ایک زندہ چیز

ہے۔ جس پر تلوار لگ کر زخم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر سڑاندہ پیدا ہوتی ہے۔ مُردہ کو خواہ کتنے زخم لگائے جائیں۔ اسے احساس نہ ہوگا۔ لیکن زندہ گوشت میں اگر سوئی بھی چبھوئی جائے۔ تو بہت تکلیف ہوگی۔

ہماری کتاب زندہ

ہے۔ اس لئے اس پر جو حملہ ہوتا ہے۔ اس سے زخم پیدا ہوتا اور پھر اس میں سڑاندہ پیدا ہوتی ہے۔ لیکن دوسری کتب مُردہ ہیں

اس لئے خواہ کتنے خطرناک حملے کرو۔ ان پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ تو گو حملے سارے مذاہب پر ہوتے ہیں۔ مگر باقی تو مونچھیں نیچی کر کے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اسلام کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ کہ

مٹ جائے یا مٹا دے

تیسری راہ اس کے لئے کوئی نہیں۔ اس لئے حقیقتاً اگر کسی مذہب کے لئے موجودہ رو سے دقت پیدا ہوتی ہے۔ تو صرف اسلام کے لئے ہی ہے۔ یہ ایک دعویٰ ہے۔ کہ اس وقت سارے مذاہب ہی مشکلات میں ہیں۔ وہ ظاہری مشکلات میں ہوں تو ہوں۔ حقیقت میں انہیں کوئی مشکل درپیش نہیں۔ پھر ان کے لئے علاج موجود ہے۔ کہ میدان چھوڑ دیں۔ لیکن اسلام ایسے مقام پر کھڑا ہے۔ کہ پیچھے ہٹ ہی نہیں سکتا۔ اسلام میں پیٹھ دکھا کر بھاگنا ناجائز ہے۔ اور حق تو یہ ہے۔ کہ چونکہ دوسرے بھاگ جاتے ہیں۔ اس لئے ان پر کئے گئے حملے بھی سمٹ سمٹا کر اسلام پر ہی آپڑتے ہیں۔

ایسے وقت میں مسلمانوں کے لئے جس

جدوجہد اور کوشش

کی ضرورت ہے۔ وہ اس قدر عظیم الشان ہے۔ کہ خیال اس کا اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ آج ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم جو جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ کب نکلیگا۔ ممکن ہے۔ ہماری عمریں اسی میں گذر جائیں۔ اور کوئی نتیجہ نہ نکلے۔ پھر ہماری اولادوں اور پھر ان کی اولادوں کی عمریں بھی اسی کوشش میں بسر ہوں اور نتیجہ نہ پیدا ہو۔ کیونکہ حق کے خلاف باطل کا حملہ بھی وہ حملہ ہے۔ جس کی آدم سے لیکر تمام انبیاء خبر دیتے آئے ہیں۔ اور پھر وہ چیز بھی جسے ہم بچاتا ہے۔ اس قدر اہم ہے۔ کہ

انسان کی پیدائش کی غرض

ہی وہی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی انسانی پیدائش کا حقیقی مقصد عبادت ہی ہے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ حقیقی عبادت اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں نہیں۔ عیسائی گرجا میں جاتے ہیں۔ اور تھوڑی دیر وہاں گا بجا کر گھر کو چلے آتے ہیں۔ ہندوؤں اور سکھوں کی بھی یہی عبادتیں ہیں۔ کہ ڈھول اور باجا وغیرہ کچھ عرصہ کے لئے بجاتے اور ساتھ گاتے رہے۔ یہ چیزیں

لذت نفس

ہیں۔ مجاہدہ نہیں کہلا سکتیں۔ اس میں کیا عبادت ہے۔ کہ تھوڑی دیر دوست احباب کے ساتھ آرام سے کچھ دیر بیٹھکر گانا بجانا سنا۔ اور گھروں کو چلے گئے۔ یہ تو محض لذت نفس ہی اور بغیر پیسہ خرچ کئے تھیٹر دیکھنا ہے۔ پیسے خرچ کر کے تھیٹر میں نہ گئے۔ عبادت گاہ میں جا کر گانے بجانے کا لطف اُٹھا لیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ یہ عبادتیں محض لذت کے سامان ہیں۔ مگر پھر بھی

گرجے خالی

ہیں۔ کیونکہ اگرچہ ان میں لذت کے سامان موجود ہیں۔ مگر اتنے نہیں جتنے دوسری جگہ مل سکتے ہیں۔ اس طرح

مندروں اور گوردواروں

میں بھی لذت کے سامان موجود ہیں۔ مگر وہاں بھی لوگ نہیں جاتے۔ پھر یہ بھی کوئی عبادت ہے۔ کہ لاکھوں آدمی الہ آباد میں جمع ہوئے۔ اور دریا میں غسل کر آئے۔ یہ تو ایک ٹرپ ہے۔ جیسے یہاں کے لوگ نہر پر ٹرپ کے لئے جاتے ہیں۔ اگر نہر پر جا کر نہانے اور تفریح کا نام ہی عبادت رکھ دیا جائے تو وہ لوگ بھی جو نمازوں وغیرہ کی ادائگی میں باقاعدہ نہیں۔ پکے عابد بن جائیں گے۔ اور فوراً آ کر کہیں گے۔ ہم سے سخت غلطی ہوئی۔ نماز میں سستی کرتے تھے۔ اب توبہ کرتے ہیں۔ اور بڑی خوشی سے ٹرپ میں شامل ہوتے ہیں۔ تو

الہ آباد جا کر نہانا

بھی ایک ٹرپ تو ہے۔ لیکن عبادت نہیں۔ عبادت وہ ہے۔ جو اسلام نے رکھی ہے۔

پانچ وقت نماز

سب کے لئے فرض ہے۔ جو کامل سکوت اور خاموشی کے ساتھ مسجد میں جا کر ادا کی جاتی ہے۔ اور جس میں دنیوی لذت کا قطعاً کوئی سامان نہیں۔ پھر اس کے اندر ایسے الفاظ رکھے گئے ہیں۔ جن میں خدا تعالیٰ کی عظمت۔ بڑائی اور کبریائی کا بیان ہے۔ یہ نہیں۔ کہ اشعار پڑھ لئے پھر انسان پر ٹُمر کا بھی خوشگوار اثر ہوتا ہے۔ مگر وہ سر سے بھی خالی ہے۔ پھر

روزے

ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ جس کی مرضی ہو رکھ لے۔ جیسے ہندوؤں میں ہے۔ انکے ہاں بھی کچھ روزے مقرر ہیں۔ مگر فرض نہیں۔ جس کی مرضی ہو رکھے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔ اور جو رکھتے ہیں۔ ان کے لئے صرف یہ قید ہے۔ کہ چولہے کی پکی ہوئی چیز نہیں کھانی۔ باقی جو جی چاہے۔ کھاتے رہو۔ دنیا جہان کے میوے کھا جاؤ۔ آم۔ خربوزوں اور دیگر پھلوں سے ناک تک پیٹ بھر لو۔ دودھ کے پیالوں پر پیالے پیئے جاؤ۔ میرا خیال ہے۔ کہ اگر کہا جائے۔ ہم ایسے روزے رکھواتے ہیں۔ تو کئی لوگ ایک ایک مہینہ کا روزہ بھی رکھنے والے مل جائیں گے۔ تو یہ کوئی عبادتیں نہیں ہیں۔ باقی رہیں

سادھوؤں کی ریاضتیں

سو وہ سب پہ فرض نہیں۔ اور نہ ہی انہیں قومی عبادت کہا جا سکتا ہے۔ وہ مرضی کی بات ہے۔ جو برداشت کر سکے۔ کرے ورنہ کوئی ضروری نہیں۔ مگر روزہ اور نماز وغیرہ اسلامی عبادات وہ عبادات ہیں۔ جو ہر مسلم پر فرض ہیں۔ جو انہیں بجا نہیں لاتا۔ وہ

اسلام سے خارج

ہو جائے گا۔ مگر ہندوؤں میں سادھوؤں کی ریاضتوں کو اگر ہر کوئی نہ ادا کرے۔ تو وہ بدستور ہندو رہیگا۔ ہاں سادھو نہیں ہوگا۔ ان دونوں مذاہب کی بیان کردہ بزرگی کی صفات میں بھی عظیم الشان فرق ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی اولاد کے لئے

صدقہ حرام

کر دیا۔ مگر ہندوؤں میں یہ حکم ہے۔ کہ برہمن کو اتنا کھلاؤ۔ کہ وہ کھاتے کھاتے مر جائے۔ اسی میں تمہاری نجات ہے۔ پس غور کرو۔ وہ عبادت ہے یا یہ۔

حقیقی عبادت

اسلام کی ہے۔ اس لئے وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کے ماتحت سچا مذہب اسلام ہی ہو سکتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں اسلام کے لئے اگر ایک طرف خطرات اتنے خطرناک ہیں۔ کہ تمام سابقہ انبیاء ان سے ڈراتے آئے ہیں۔ تو دوسری طرف وہ چیز جس کی حفاظت ہمارے سپرد کی گئی ہے۔ اس قدر اہم ہے۔ کہ

انسان کی پیدائش کا مقصد

ہی وہی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہمارے سوا اور بھی مسلمان ہیں۔ جن کے ذمہ یہ فرض ہے۔ دنیا میں بے شک اور مسلمان ہیں۔ مگر ہمارے سوا کسی کے سپرد یہ کام خاص طور پر نہیں کیا گیا۔ اگر ان کے سپرد ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ یاد رکھو۔ کہ جو قوم دوسروں پر بھروسہ کر کے کامیاب ہونا چاہتی ہے۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور اس کی مثال کشمیریوں کی ہے۔

اصل کشمیری قوم

میں لڑائی کا مادہ نہیں ہوتا۔ پنجاب میں بود و باش رکھنے والے کشمیری تو آزادی میں رہنے کی وجہ سے ایسے نہیں رہے۔ لیکن کشمیر کے رہنے والے کشمیری سوائے بعض پہاڑی علاقوں کے جنگجو نہیں ہوتے۔ انگریز جب پہلے پہل ہندوستان میں آئے۔ تو انہوں نے ہر قوم کی ایک فوج تیار کرنے کی کوشش کی۔ اور کشمیریوں کی بھی ایک پلٹن بنائی۔ ایک دفعہ سرحد پر فوج بھیجنے کی ضرورت پیش آئی۔ کمانڈنگ آفیسر نے کشمیری عہدیدار کو بلا کر وہاں جانیکا

حکم دیا۔ تو اس نے کہا حضور یہ تو بہت مشکل ہے۔ پٹھان لوگ بہت سخت ہوتے ہیں۔ لیکن اس نے ڈانٹا اور کہا تم تنخواہ کس بات کی لیتے ہو۔ سرکار تمہیں اسی لئے تنخواہ دیتی ہے۔ کہ ضرورت کے موقعہ پر جنگ کرو۔ اس نے کہا۔ اچھا میں جاکر فوج سے دریافت کرتا ہوں۔ پھر واپس آکر کہنے لگا۔ وہ لڑائی پر جانے کو تیار ہیں۔ لیکن علاقہ چونکہ خطرناک ہے۔ اس لئے کچھ پولیس حفاظت کے لئے ساتھ کردی جائے۔ تو اگر ہم یہ کہیں۔ کہ چونکہ فلاں ہمارا ساتھ نہیں دیتا۔ اس لئے ہم بھی کچھ نہیں کرسکتے۔ تو یہ وہی کشمیریوں والی مثال ہوگی۔

سپاہی کا کام

یہ نہیں۔ کہ دریافت کرے۔ کوئی اور میرے ساتھ جانے والا ہے یا نہیں۔ بلکہ جب اسے حکم ہوتا ہے۔ وہ فوراً چل پڑتا ہے اور تم لوگ بھی جب

خدا کی فوج

میں داخل ہوگئے۔ تو یہ کہنا نادانی ہے۔ فلاں چونکہ کام نہیں کرتا۔ اس لئے ہم بھی نہیں کرتے۔ دوسرے مسلمانوں کے متعلق تو بذریعہ الہام ہمیں اطلاع دی جاچکی ہے۔ کہ وہ کچھ نہیں کرسکتے۔ لیکن اگر اپنوں کے متعلق کہو۔ کہ فلاں نہیں کرتا۔ اس لئے ہم بھی نہیں کرتے۔ تو یہ کشمیریوں والی بات ہوگی۔ اگر تم

خدا کے سپاہی

ہو تو خواہ وہ لوگ جو اس وقت تمہارے ساتھ ہیں۔ وہ بھی ہٹ جائیں۔ تب بھی اکیلے ہی اسے کرنا تمہارا فرض ہے۔ مجھے

اپنی زندگی کے واقعات

میں سے ایک واقعہ ہمیشہ پسند آتا ہے۔ اور اسے یاد کرکے میں اپنے نفس میں فخر محسوس کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اس کی توفیق دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں خیال ڈالا۔ اور میں نے حضور کی نعش مبارک کے سرہانے کھڑے ہوکر قسم کھائی۔ کہ اگر ایک بھی انسان میرے ساتھ نہ رہیگا۔ تب بھی میں اکیلا ہی پوری طاقت سے

احمدیت کی اشاعت

کرونگا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ جب تک کسی کے نفس میں یہ بات نہ ہو۔ کہ میں اکیلا ہی اس کے لئے ذمہ وار ہوں۔ اس وقت تک کام ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ادنیٰ اور

کم سے کم ایمان

ہے۔ آگے عملاً جو کچھ کرنا ہے۔ وہ تو بعد میں دیکھا جائیگا۔ لیکن کم سے کم دل میں تو یہ احساس ہو۔ چہ جائیکہ یہ کہا جائے۔ چونکہ فلاں چندہ نہیں دیتا۔ اس لئے ہم بھی نہیں دیتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ کسی شخص کو ایک رقعہ دیا۔ کہ فلاں جگہ پہنچادو۔ مگر کچھ دیر بعد آپ نے اسے وہیں پھرتے دیکھا۔ تو دریافت فرمایا۔ کیا وہ رقعہ پہنچا آئے۔ اس نے جواب دیا۔ حضور ابھی کوئی آدمی نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا۔ تھوڑی دیر کے لئے تم خود ہی آدمی بن جاتے۔ تو کیا حرج تھا۔ غرض کام اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہر انسان یہ سمجھ لے کہ

میں ہی وہ آدمی

ہوں جس کے سپرد یہ کام ہے۔ اگر اکیلا ہے۔ تو اسے تو اور بھی زیادہ خوش ہونا چاہیئے۔ کہ مجھے

زیادہ ثواب کا موقعہ

مل گیا۔ بھلا کوئی شخص یہ بھی خیال کرسکتا ہے۔ کہ میں زور سے اسلام کو غالب کرلوں گا۔ انبیاء بھی ایسا دعویٰ نہیں کرسکتے۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایسا نہیں کیا۔ دلوں کا فتح کرنا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ کامیابی اور فتح اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے۔ اور آئے گی۔ پھر یہ تو خیال بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کہ زیادہ آدمی ہونے سے یہ کام فوراً ہو جائیگا۔ آدمی تھوڑے ہوں یا بہت کام تو آخر اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہی ہونا ہے۔ اگر آدمی تھوڑے ہوں۔ تو پھر انکے لئے

اور بھی مزا

ہے۔ کہ انہیں ثواب حاصل کرنے کا زیادہ موقعہ مل سکیگا۔ اسلام نے حکم دیا ہے۔ کہ تم بخیل مت بنو۔ اس لئے ہماری تو یہی خواہش ہے۔ کہ ساری دنیا اس کام میں شریک ہوکر اجر کی مستحق ہو۔ وگرنہ اگر بخل ممنوع نہ ہوتا۔ تو پھر ہم یہی خواہش کرتے۔ کہ اور لوگ یہ کام نہ کریں۔ صرف ہم ہی کریں۔ بجائے یہ کہیں۔ چونکہ دوسرے لوگ نہیں کرتے۔ اس لئے ہم بھی نہیں کرتے۔ ہم تو اسلام کے حکم کی وجہ سے دوسروں کو شریک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وگرنہ کون ہے۔ جو خود زیادہ ثواب اور اجر لینے کا خواہش مند نہ ہو۔ چٹی اور سزا کے متعلق یہ بات ہوتی ہے۔ کہ دوسروں کو اس میں شریک کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انعام حاصل کرنے کے متعلق کوئی عقلمند یہ نہیں کہتا۔ کہ دوسروں کو چونکہ نہیں ملا۔ اس لئے میں بھی نہیں لیتا۔ اور

اسلام کی اشاعت

کے متعلق جو ایسے خیالات ظاہر کرتا ہے۔ وہ یقیناً اسلامی احکام کی تعمیل کو ایک چٹی یقین کرتا ہے۔

پس میں دوستوں کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے ہر ایک یہی خیال کرے۔ کہ یہ کام اسی نے کرنا ہے۔ کبھی بھولکر بھی تمہاری زبان پر یہ کلمہ نہ آئے۔ کہ چونکہ فلاں نہیں کرتا۔ اس لئے ہم بھی نہیں کرتے۔ اگر کوئی دوسرا اس کام کو چھوڑتا ہے۔ تو تم خوش ہو۔ اور سمجھو کہ ہم نے تو اسے ثواب میں شامل کرنا چاہا تھا۔ لیکن اگر وہ شامل نہیں ہوتا۔ تو ہم کیوں زیادہ سے زیادہ ثواب نہ حاصل کریں۔ پھر ساتھ ہی دعائیں بھی کرتے رہو۔ یہ خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اس لئے اسی کے آگے جھک جاؤ۔ کہ وہ مدد کرے۔

یہ دن

اسلام پر سخت مصائب

کے دن ہیں۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کو نابود کردینے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ مذہبی حملوں کے علاوہ

سیاسی حملے

بھی سخت سے سخت کئے جارہے ہیں۔ مخالفت کی

خوفناک آندھیاں

چل رہی ہیں۔ مگر مسلمانوں کی آنکھیں مٹی اور خاک سے اس قدر بھر گئی ہیں۔ کہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ وہ بار بار جس رستہ سے ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ پھر اسی کی طرف دوڑتے ہیں۔

تم پر خدا تعالےٰ کا فضل ہے

کہ اس نے اپنا مامور بھیجکر تمہیں اس مصیبت سے بچالیا۔ وگرنہ آج تمہارا بھی وہی حال ہوتا۔ جو ان لوگوں کا ہو رہا ہے۔ جو اس کشتی میں سوار نہیں جسے اس زمانہ کے نوحؑ نے تیار کیا۔ لیکن ان لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی تمہارے لئے موجود ہے۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوئے حب پیمبرم

چونکہ کچھ مصائب آنے والے تھے۔ اس لئے فرمایا ایسی آفتیں اور تباہیاں آنے والی ہیں۔ اس وقت ان لوگوں کا خیال رکھنا۔ کیونکہ خواہ کچھ ہو۔ یہ لوگ بھی

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت

میں سے ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی اُمت کو بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔ اور انہیں سیاسی آندھیوں سے بھی بچائیں۔ اس کے لئے ہمیں خود کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اگر خود نہ کرسکیں۔ تو دوسروں کو اس کے لئے دعوۃ دینی چاہیئے۔ کیونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ بعض دفعہ اللہ تعالےٰ اپنی وحی دوسروں پر بھی نازل کردیتا ہے۔ اور ان سے بھی

اسلام کی خدمت

لے لیتا ہے۔ ابو طالب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کس قدر امداد کی۔ اور اسلام کو آپ سے کس قدر تقویت پہنچی۔ اگرچہ وہ خود تو ایمان نہ لائے۔ مگر یہ وہی خدمات تھیں۔ جنہوں نے حضرت علیؓ جیسا انسان پیدا کردیا۔ وگرنہ آپ کے اور چچا بھی تھے۔ ان کی اولاد کو ایسا مقام کیوں نہ حاصل ہوا۔ اس طرح ان کو بھی فائدہ پہنچ گیا۔ اور اسلام کو بھی۔ اس لئے جہاں احمدی خود نہ کوئی کام کرسکیں۔ وہاں دوسروں کو دعوت دیں۔ تا ان کی سیاسی اور مذہبی حالت روبہ اصلاح ہوسکے۔

احمدیوں کے سوا اور کون جتھہ مسلمانوں کا ہے۔ باقیوں کی تو یہ حالت ہے۔ کہ ایک مولوی فتویٰ دیتا ہے۔ تو منہ اٹھا کر سب اُس طرف بھاگ پڑتے ہیں۔ پھر کوئی اور فتویٰ دیتا ہے۔ تو اُس طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ جس طرح کوئی شخص جنگل کے اندر داخل ہو جائے۔ اور یہ نہ سمجھ سکے۔ کہ کس طرف جانا ہے۔ بعینہٖ وہی حالت اسوقت مسلمانوں کی ہے۔ صرف ہماری ہی ایک جماعت ایسی ہے۔ جو بغیر کسی خطرہ کے سیدھے رستہ پر جا رہی ہے۔ مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے۔ کہ انہیں احمدیت کی تبلیغ کی جائے۔ مگر افسوس اس طرف بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ اگر ہم میں سے ہر شخص دیوانہ وار تبلیغ میں لگ جائے۔ تو بہت جلد

دنیا میں تغیّر

پیدا کیا جا سکتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میرے لیکچر سے متاثر ہو کر دوستوں نے اس طرف توجہ کی تھی۔ اور دو تین ماہ تک بیعت کرنے والوں کی تعداد اچھی رہی۔ لیکن اب دو اڑھائی ماہ سے پھر کمی واقع ہو گئی ہے۔ اگر جماعت ایک دو سال ہی زور سے تبلیغ کرے۔ تو پھر لوگ خود بخود جماعت میں داخل ہوتے جائیں گے۔ جیسے ضلع سیالکوٹ اور گورداسپور میں ہوا ہے۔ جہاں جتھے ہو جائیں۔ وہاں چونکہ تکالیف کا خوف نہیں رہتا۔ اس لئے عام لوگ داخل ہونے سے ڈرتے نہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ سالہا سال سے ضلع سیالکوٹ میں کوئی مبلغ نہیں گیا مگر اس علاقہ میں احمدیت برابر پھیلتی جا رہی ہے۔ اسی طرح گورداسپور کے ضلع میں بھی۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ جماعت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کچھ آدمی ایسے ضرور ہوتے ہیں۔ جن میں جوش ہوتا ہے۔ اور وہ تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ خوف نہیں رہتا۔ پس اگر ایک دو سال ہی

پوری سرگرمی سے تبلیغ

کی طرف توجہ کی جائے۔ تو پھر احمدیت میں داخل ہونا بہت آسان ہو جائے گا۔ پھر یہ خیال نہیں ہو گا۔ کہ لوگوں کو احمدیت میں داخل کس طرح کیا جائے۔ بلکہ یہ سوال ہو گا۔ کہ انکی تربیت کس طرح کی جائے۔ پس تھوڑی سی ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ اگر دوست تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر تبلیغ پر زور دیں۔ تو احمدیت کی قبولیت عام ہو سکتی ہے۔

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ توفیق دے۔ کہ ہم اپنے فرض کو پوری طرح ادا کر سکیں۔ اور پھر ہماری مدد بھی کرے۔ تا ہم تھوڑے ہونے کے باوجود زیادہ کام کر سکیں۔

"زمیندار" کا عبرتناک انجام

چنداں اماں نہ یافت کہ شب را سحر کند

میں اس زمانے سے گواہ ہوں۔ جب ظفر علی خان نقاش کے نام سے درپے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کر رہا تھا۔ اور اس فضاء قدس میں جو حضرت مسیح موعودؑ کے انفاس طیبہ سے معنبر و مشکبو ہو رہی تھی۔ گند بکھیرنے کی ڈیوٹی اس نے اپنے ذمہ شرارت برے رکھی تھی۔ میں منشی سراج الدین صاحب کو بار بار مدعو کرنے پر کرم آباد گیا۔ جہاں سے کسان شائع ہوتا تھا۔ وہاں سلسلۂ گفتگو میں نقاش صاحب کا ذکر بھی آیا۔ میں نے ایسے ہرزہ کار کی بدانجامی پر سنن الٰہیہ کو گواہ بنایا۔ اور مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ یہ شخص اسی سرزمین کا ناخلف ہے۔ تو منشی صاحب نے کہا۔ اس کے حق میں دعا خیر کیجئے۔ شاید وہ آپ ہی کے علاقہ کا باشندہ ہو۔ آخر ہم نے دیکھا۔ کہ حیدر آباد سے واپسی ہوئی کس حالت میں ؎

بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

پھر وہ وظائف بھی بند ہوئے۔ جو نمازی کے ٹکے کا کام دینے والے تھے لیکن کیا یہ انقلاب کچھ ہدایت کا موجب ہوا۔ ہرگز نہیں۔ ایسے واقعات سے سبق لینا تو سعادتمندوں کے حصے میں آتا ہے۔ کوبرا آدم کی ایڑی کو ڈسنے کے لئے فطرتاً مجبور ہے۔ نیش عقرب نہ از پے کیں است۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے کبھی اس شخص کو قابل خطاب نہ سمجھا۔ لیکن یہ ہمیشہ چاند پر تھوکنے کی حرکت ناشائستہ کا مرتکب ہوا۔

یہ امر خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا نمونہ ہے۔ کہ جب بھی یہ شخص شوخی و شرارت میں بڑھا۔ خدائے قہار کی گرفت نے اس نابنجار کا ٹینٹوا دبایا۔

جب اس نے لکھا۔ کہ میرے قلم کی ایک کشش سلسلہ احمدیہ کو ملیامیٹ کر سکتی ہے۔ تو ہم نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا۔ اور کھلے کھلے طور پر دیکھا۔ کہ اس کا مطبع اس کی مشینیں اور تمام فرعونی ساز و سامان ملیامیٹ ہو گیا۔ اور زمیندار گرگٹ کے رنگ بدل بدل کر شائع ہونے لگا۔ پھر دوسری دفعہ اس نے فتنہ اٹھایا۔ تو میرے مولانے منٹگمری کا جیل دکھایا۔ اور جب علماء سوء کی مدد سے قتل مرتد کے شور انگیز گمراہ کن مضامین کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو خدا تعالیٰ نے انہی نام نہاد علماء احرار کے بھائی بندوں کو اس فتنہ کی آگ جلانے والوں پر مسلط کر دیا۔ اور وہی علماء جن کی تعریف و توصیف کے پل باندھے جاتے تھے۔ اور جنہیں اشداء علی الکفار رحماء بینہم ٹھہرایا جاتا تھا۔ حضرت خاتم اللہ ستوں دین تھے۔ اسکے لئے مادعو صداقۃ فی عمدا محمدہ وقتن گئے۔ اور نکی ناموں حرم سرا تک پہنچی۔ اور ہم یہ فتویٰ سننے لگے۔ کہ اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ تب اس کی آنکھیں کھلیں۔ اور معلوم ہوا۔ کہ جو کلہاڑا بزعم خود نخل احمدیت (دوحۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء) پر چلا رہا ہوں۔ دراصل اسے اپنے ہی پاؤں پر مار رہا تھا۔ اس کے بعد اعلیٰحضرت قدر قدرت کے اختیارات کی نمائش ہو رہی تھی۔ کہ وہ چند لمحوں میں سلاطین نصاریٰ کی خاک دھول اُڑا سکتے ہیں۔ جو ناگاہ ہم نے سُنا۔ کہ اٹلی نے چھ ہزار پونڈ جرمانہ اعلیٰحضرت قدر قدرت سے وصول کر لیا۔

پھر موجودہ قصہ ہے لاہور میں پھر لائل پوریہ ریزولیوشن پاس کرایا جاتا ہے۔ کہ احمدی جماعت پر عرصۂ عافیت تنگ کر دو اور ان کو الٹی میٹم دیا جاتا ہے۔ کہ اب کوئی طاقت اس قلیل التعداد گروہ کو ہمارے بے پناہ سیل ہلاکت سے نہیں بچا سکتی۔ احمدی بجائے خاموش ان کی نگاہیں اپنے مولا کی طرف تھیں ؏

اِک نمونہ اپنی قدرت کا دکھا

ابھی ایک ہفتہ بھی گذرنے نہیں پاتا۔ جو ہم کیا سنتے ہیں۔ یہ دو مردوں کو تباہ کرنے کا چیلنج دینے والا خود گور گمنامی میں جا پڑا۔ اور اس کا آلۂ کار (زمیندار) بھی بند ہو گیا۔ اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر۔

یہ اس شخص کا حال ہے جس نے ابھی چند روز ہوئے لکھاؤ شائع کیا ؎

یہ بیڑا قادیان کا جلد ہو گا ۔ خدا کے قہر کی موجوں میں مفقود

انقلاب جو زمیندار کا دانا دشمن ہے۔ ان کھنڈروں پر ان الفاظ میں نوحہ کرتا ہے۔

"مولانا ظفر علی خان دو سال کے لئے اسیر قید فرنگ ہو چکے ہیں۔ انکے مطبع اور اخبار سے ڈھائی ہزار کی ضمانتیں طلب کی جا چکی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مولانا کے متعلقین اخبار کو جاری نہ رکھ سکنے کے علاوہ مطبع کو بھی نہیں چلا سکتے جس سے اپنی قوت لایموت ہی حاصل کر سکیں۔ اگر زمیندار پر حکومت کا دہرا وار نہ ہوتا تو پھر بھی غنیمت تھا۔ یعنی اگر ضمانتیں طلب ہوئی تھیں۔ تو مولانا جیل نہ بھیجے جاتے۔ اور اگر مولانا قید کر دیئے گئے تھے۔ تو ضمانتیں طلب نہ کی جاتیں لیکن حکومت نے اس اخبار کو بے دست و پا کر دیا ہے۔ مولانا جیل میں جا چکے ہیں۔ اور ضمانت کی رقم اس قدر نا قابل برداشت کہ اول تو اس کا داخل کرنا ہی بے انتہا دشوار ہے۔ اور اگر کسی طرح داخل بھی کر دی جائے تو پھر اس کی ضبطی کا خطرہ درپیش ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسی حالت میں اخبار جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ چنانچہ اختر علی خان نے مجبور ہو کر اسے بند کر دیا ہے"

ہے کوئی سعید روح! جو اس سے اور نوزائیدہ انصاف و مدینۂ بجنور (جس نے خواہ مخواہ الہامات پر تمسخر اڑایا اور انی مھین من اراد اھانتک کا نشانہ بنا) سے عبرت حاصل کرے۔ ان فی ذالک لذکریٰ لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید ۔ (عبدہٗ المذنب اکمل قادیان)

درخواست دعا۔ بندہ امسال "ادیب عالم" کا امتحان دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اور احباب کرام سے کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(احقر۔ مرزا محمد حسین احمدی از کوہاٹ)

جماعت سیالکوٹ کے کارکن

انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے جلسہ میں حضرت مسیح موعود ... [illegible] عہدہ داران تجویز ہوئے (۱) جنرل سکرٹری بابو قاسم الدین صاحب (۲) سکرٹری تعلیم و تربیت ماسٹر عبد العزیز صاحب (۳) سکرٹری تبلیغ حکیم محمد ابراہیم صاحب (۴) سکرٹری مال چوہدری فضل احمد صاحب (۵) سکرٹری امور عامہ بابو محمد حنیف صاحب (۶) اسسٹنٹ سکرٹری مال منشی خادم علی صاحب (سیالکوٹی) (۷) محاسب [illegible] چوہدری غلام فرید صاحب (۸) امیر المصلین سید محمد شریف صاحب (۹) امین قاضی احمد علی صاحب (۱۰) ناظر منشی کریم الدین صاحب۔

(جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ)

علاقہ آسام میں عید کے دن غریب مسلمانوں کی ظالمانہ خونریزی

ڈگبوئی آسام میں کروسین تیل اور موم بتیوں کا ایک عظیم الشان کارخانہ ہے۔ یہاں بہت بڑی تعداد میں ہندو اور مسلمان اور دوسری اقوام کے لوگ بستے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ درپردہ ہندوؤں نے ایک مہینہ قبل ہی سے سازش کر رکھی تھی۔ کہ بقرعید کی قربانی کے موقعہ پر فساد کریں گے۔ جب یہ راز فاش ہوا۔ تو کارخانہ کے منیجر نے ہندوؤں کو بلا کر فساد برپا کرنے سے منع کیا۔ اور ان سے دستخط لئے گئے۔ کہ فساد نہیں کریں گے مگر باوجود اس کے عید سے ایک روز پہلے ہی ہندوؤں نے اپنے سازشی جتھوں کو ہتھیار اور لاٹھیوں اور کرپانوں سے مسلح کر دیا۔ مسلمان بے چارے بے خبری کی حالت میں عید کی نماز ادا کر کے قربانی کرنے کے لئے ایک مقررہ جگہ اپنی اپنی قربانیوں میں مشغول ہو گئے۔ مگر وہاں سے واپس آنے کے وقت پنجابی سکھ۔ بنگالی۔ ہندو۔ نیپالی گورکھا۔ جو کہ مسلمانوں کو ذبح کرنے کے واسطے تاک میں بیٹھے تھے۔ چاروں طرف سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے۔ بہت سے مسلمانوں کو زخمی اور قتل کیا۔ مسلمانوں کے ہاتھ میں لاٹھی بھی نہ تھی۔ مگر کیا نہ کرتا مسلمانوں نے حالت مجبوری میں ہندوؤں سے ہی لاٹھی اور ہتھیار چھین لئے۔ اور مارنا شروع کیا۔

دو مسلمان قتل ہو گئے۔ ایک پنجابی ہندو اور ایک نیپالی گورکھا بھی مر گئے۔ مسلمان اور ہندو بہت سے زخمی ہوئے۔ اور کتنے زخموں سے جان بلب ہیں۔ بہت سے مسلمان لاپتہ بھی ہیں۔ نہ معلوم پہاڑ اور جنگل میں کہاں کاٹ کر گرا دئے گئے۔ فساد کی خبر پہنچنے پر پولیس افسر اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہت سی پولیس لے کر موقعہ واردات پر گئے۔ اس واقعہ میں مسلمانوں کو بہت ہی نقصان پہنچا۔ کیونکہ وہ لوگ بالکل بے خبر اور نا طیار تھے۔

یہ ہے سوراج کا نتیجہ۔ سوراج حاصل کرنے کے بعد مسلمانوں کو ان تین باتوں میں سے کوئی ایک اختیار کرنی پڑے گی:۔

اول۔ یا تو اسلام کے فرائض ادا کرنے سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور ہندو بن جائیں یا ہندوؤں کے قتل و غارت سے دنیا سے مٹ جائیں۔ یا بقول ڈاکٹر مونجے تمام مسلمان یہاں سے اپنا بوریا بستر اٹھا کر ہندوستان کو ہندوؤں کے لئے چھوڑ جائیں:۔

ہندوؤں کی امداد کے لئے تو بہت سے کروڑپتی نامی گرامی اور ڈلوار مہاجنوں کے طبقے موجود ہیں۔ مگر مسلمانوں کی برائے نام تو بہت سی انجمنیں قائم ہیں۔ اور غریب مسلمانوں سے با فراط چندے بھی جمع کرتے ہیں۔ مگر کرتے کچھ نہیں۔ افسوس۔ خاکسار محمد امیر احمدی از ڈبروگڑھ۔ آسام:۔

"تحفظ شریعت" لاہور کا چیلنج منظور

"تحفظ شریعت" مزنگ لاہور کا ایک ضمیمہ شائع ہوا ہے جو اصل اخبار کے شائع ہونے سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا ہے۔ اس کے "زندہ دل" ایڈیٹر، ابو المناظر، حافظ محمد ابراہیم کاٹھوی لکھنوی ہیں۔ آپ کی علمی قابلیت تو "ابو المناظر" کی "دیدہ زیب" ترکیب ہی سے ظاہر ہے۔ تاہم اس پرچہ سے چند فقرات بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں۔ چند اس لئے کہ تمام پرچہ از اغلاط فقرات کے بوجھ کا بالتفصیل متحمل نہیں ہو سکتا۔

پہلی سطر میں ہی ارشاد ہوتا ہے:۔ "خدا کا شکر ہے۔ کہ رسالہ تحفظ شریعت کے اجراء کا اعلان اخبارات میں ہو چکا ہے۔ ارادہ ہے۔ کہ .... پہلا پرچہ ۱۰ مئی ۱۹۳۶ء کو شائع ہو جائے گا" اس رسالہ کی غرض یہ ہے۔ کہ السلام ...... کے درپردہ دشمنوں کا جواب دے۔ اور ان کے "کنسجۃ العنکبوت" کے مانند ملحدوں کی حقیقت اور اندرونی تحریکات رازوں کا انکشاف کر کے حق کو حق اور باطل کو باطل کر دکھائے"۔

"مجلس تحفظ شریعت دہلی ..... جس نے علمائے اسلام کی زندہ دلی اور اتفاق کا بین ثبوت پیش کرنے کے لئے فیصلہ کیا ہے۔ کہ مزنگ سے ایک رسالہ "تحفظ شریعت" جاری کیا جائے۔ اس نام نہاد رسالہ کا پہلا نمبر انشاء اللہ ۱۰ مئی ۱۹۳۶ء کے دن عید نمبر کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ اس کے مضامین کس پایہ کے ہونگے کیونکہ یہ علمائے اسلام کی متفقہ آواز اور فرزندان اسلام کا ترجمان ہو گا۔ اور اس کے تمام مضامین اور بڑی بڑی نام نہاد ہستیوں کے کمک باطل شکن کا اثر ہونگے"۔ بلفظہٖ۔

مسٹری محمد حسین مقبول کے متعلق فرماتے ہیں:۔ "ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالے ان کی قربانی کو قبول فرمائے۔ اور انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ ایڈیٹر"

حضرات یہ ہے "نام نہاد رسالہ" "تحفظ شریعت" اور یہ ہیں آپ کے "زندہ دل" ایڈیٹر جنہیں بیٹھے بیٹھے غم ہو گئے کہ شہیدوں میں نام کریں گے کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو تفسیر قرآن کا چیلنج دینے کی سوجھی۔ آپ نے اس کے لئے چند شرائط بھی تحریر فرمائی ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

"قرآن پاک کی تفسیر پہلے آیات قرآنیہ سے۔ اس کے بعد احادیث نبویہ سے اور پھر آثار قرون ثلاثہ سے لکھنی ہو گی۔ اور حوالہ کتب والابواب ضروری ہو گا۔ تفسیر لکھنے کے وقت کوئی کتاب کسی قسم کی پاس موجود نہ ہو گی" بھلا ان سے کوئی پوچھے۔ جب حوالہ دینا ضروری ہے۔ تو کتابیں پاس رکھنا کیوں ممنوع ہے۔ نیز قرآن تو کہتا ہے۔ لایمسہٗ الا المطھرون کہ حقایق قرآنی سوائے "مطہرون" کے کسی اور پر کھولے نہیں جاتے۔ پھر اگر تمام حقائق کو بخاری۔ مسلم و دیگر کتب میں بصورت ظاہر مقید تسلیم کر لیا جائے۔ تو ان کے جاننے میں پاک یا ناپاک کی تمیز کے کیا معنی؟ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا دعوٰے تو یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے ارشاد کے مطابق مجھ پر اپنے کلام کے حقائق و معارف اس کثرت اور تواتر سے کھولتا ہے۔ کہ اس میں کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ میں ہمت تھی۔ تو میدان میں آتے تاکہ آپ کے تعلق باللہ کے ڈھول کا پول کھل جاتا۔ جناب "ابو المناظر" صاحب! آپ کے "کبیر ہم" بھی جانتے ہیں۔ کہ یہ کام آسان نہیں ورنہ سید انور شاہ دیوبندی۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور دیگر "کبائر" کیوں صمٌ بکمٌ کے مصداق بن رہے ہیں؟ ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے:۔

جناب ابو المناظر صاحب اگر آپ اپنی علمی بے مائگی اور بے بضاعتی کا مظاہرہ کرنا ہی چاہتے ہیں۔ تو ہماری طرف سے آپ کو کھلی اجازت ہے۔ نیز آپ کوئی وقت تجویز کریں۔ ہم وہیں آپ کے لاہور ہی میں آپ کے ساتھ عربی میں مناظرہ و تقریر کے علاوہ عربی نظم و نثر میں تفسیر کے مقابلہ کے لئے بھی تیار ہیں۔ تاریخ کا تقرر بتراضی فریقین ہو گا۔ ہمارے آدمی وقت پر پہونچ جائینگے۔

۔ احقر (ملک) عبد الرحمٰن خادم گجراتی ۔

تبلیغی دورہ کے متعلق گذارش

ضلع سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ لاہور اور شیخوپورہ کے احمدیوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے اعلان کے مطابق میں نے دورہ شروع کر دیا ہے۔ آپ صاحبان مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق اپنے اپنے شہروں یا دیہات و علاقہ جات میں تبلیغ کرا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) میں انشاء اللہ تعالیٰ ہر تحصیل کے لئے کم و بیش ایک ماہ کا وقت دیا کروں گا۔ اور ہر تحصیل کے متعلق بھی بذریعہ اعلان اطلاع کر دیا کروں گا۔

(۲) میرا ہیڈ کوارٹر مقام تحصیل ہوا کریگا۔ جہاں پر پورے ہفتہ کا دورہ کر کے میں ہر جمعہ کو واپس آ جایا کروں گا تاکہ مختلف اطراف سے اگر کوئی خط آ جائے۔ تو اس کی تعمیل کر سکوں۔

(۳) مندرجہ بالا اضلاع کی جماعتوں کو اگر کوئی مناظرہ درپیش ہو یا جلسہ کرنا ہو۔ تو مندرجہ ذیل باتوں کو ضرور ملحوظ رکھ لیا کریں۔ تاکہ کام باحسن وجوہ سرانجام پا سکے۔ اور مالی بوجھ کی زیر باری نہ ہو۔

الف۔ حتی الوسع جلسہ یا مناظرہ ہفتہ اور اتوار کے دن مقرر کیا جائے۔ تا ویک اینڈ واپسی ٹکٹ سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

ب۔ مجھے ایسے امور کی اطلاع دو دن قبل بدھ یا جمعرات کو ہو جانی چاہیئے:۔ ج۔ اپنے خط میں راستے کی پوری اطلاع درج ہو۔ فی الحال تا اطلاع ثانی خاص نارووال معرفت مولوی محمد عبد اللہ صاحب احمدی کے پتہ پر خط و کتابت ہونی چاہیئے۔ خاکسار غلام احمد مجاہد مولوی فاضل۔

مکرمی! السلام علیکم

سپورٹس کی اشیاء اعلیٰ قیمتوں پر احمدی فرم سے خرید فرماویں۔

والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ پیسز اول درجہ	ے
″ ″ ″ دوم ″	عگار
″ رنگین سُرخ و سبز درجہ اول	عگر
″ نیٹ عمدہ اول درجہ فیتہ دو طرفی	صر
″ ″ دوم ″ ″ یکطرفہ	للعہ
″ ″ ″ سوم ″ ″ ″	ے
بلیڈر نمبر ۴ برائے والی بال مٹہ	۱۲ر
ہاکی سٹکس لیدر سیون اول درجہ	عہر
″ ″ ″ دوم ″	سہ
″ لیدر بونڈ اول ″	عگر
″ ″ دوم ″ ″	عار
″ ہاکی بال سفید چمڑہ اول ″	عگر
″ ″ ″ دوم ″	عار
″ ″ ″ سوم ″	عہر
″ کمپو بال	عہر

(نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ)

لیہ لداخ کشمیر ۲ اپریل ۱۹۳۰ء:۔ مکرم بندہ سلامت۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ:۔ آپ سے ماہ اکتوبر ۱۹۲۹ء میں پرو وڈنیس کا سامان اپنے اور اپنے بعض احباب کے استعمال کیواسطے منگوایا تھا۔ اچھی حالت میں پہنچ گیا تھا۔ مگر برف باری کی وجہ سے اسوقت تک استعمال نہ کر سکے۔ اب چند روز سے استعمال کرنا شروع کیا ہے۔ سب سامان بہت عمدہ اور حسب منشاء ہے۔ اور سب احباب نے پسند کیا (خاکسار:۔ خان بہادر غلام محمد احمدی چیف پرس آفیسر لیہ لداخ)

تپ دق و ذیابیطس کا سنیاسی علاج

تپ دق:۔ یہ مہلک اور تباہ کُن مرض جس گھر میں اپنا قدم جماتا ہے نہ صرف مریض ہی کو ہلاکت تک پہنچاتا ہے۔ بلکہ اس گھرانے کے باقیماندہ ارکین بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہم نے بڑی لمبی تجربہ کی عمر کے بعد اس کا مجرب بیتر بہدف سنیاسی نسخہ نکالا ہے۔ جو دم مسیحائی رکھتا ہے یعنی تین یوم دوائی استعمال کرنیکے بعد کھانسی کو آرام ہو جاتا ہے۔ ایک ہفتہ تک بخار سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جاتی ہے۔ قیمت پانچ روپیہ (۵ صر)

ذیابیطس پیشاب بار بار بکثرت آنا اور پیاس بہت لگنا جسم کی تمام چربی کا خارج ہو جانا مریض کو چند ہی دنوں میں زندگی سے مایوس کر دیتی ہے ہماری دوائی صدہا مریضوں پر آزمودہ ہے ایک ہفتہ میں صحت ہو جاتی ہے قیمت دس روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ فاروقی سنیاسی احمدی شہر سیالکوٹ (پنجاب)

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مُردہ پیدا ہوتے ہیں۔ انکو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی بجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا رہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے۔ بچہ ذہین اور خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ چار آنہ شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً ۵ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگواتے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

ایک بہترین موقع کا قطعہ اراضی

قابل فروخت ہے

یہ قطعہ محلہ دارالرحمت میں احمدیہ سٹور کی عمارت کے قریب بجانب شمال مغرب واقع ہے۔ اور آبادی کے اندر ہے۔ اس کے دو طرف بیس بیس فٹ کے راستے ہیں۔ مالک قطعہ اپنی ایک سخت مالی مجبوری کے باعث اسے مقابلتہً بالکل ارزاں قیمت پر فروخت کر دینے کے لئے تیار ہیں۔ یعنے جس موقع کا وہ قطعہ ہے۔ وہاں کا آج کل بازاری نرخ فی مرلہ کم و بیش ۳۵ سے ۴۰ روپیہ تک ہے۔ مگر اس قطعہ کو وہ ۲۵ روپیہ فی مرلہ کے حساب سے صرف پانچ سو روپیہ میں فروخت کر دینے کے لئے تیار ہیں۔

یہ قطعہ پرانی آبادی قادیان سے قریب ہونیکے علاوہ مسجد محلہ سے بھی بہت قریب ہے۔ اس کے متعلق خط و کتابت میری معرفت یا مینجر صاحب بک ڈپو قادیان کی معرفت ہونی چاہیئے:

خاکسار:۔ محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل) قادیان

ایک باموقعہ مکان

یعنی حضرت خلیفہ اول رضہ کے مکانات کے شمالی مسجد مبارک کے قریب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے نئے مکان کے متصل ایک آٹھ دس مرلہ کا مکان قابل فروخت ہے۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:

م معرفت مینجر الفضل قادیان۔

وصیّتیں

نمبر ۳۲۰۹:۔ میں احمدی بیگم زوجہ محمد عبدالغفور خان قوم افغان عمر ۴۲ سال۔ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قصبہ سنور ضلع پٹیالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۰ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائداد زیور قیمتی مالیتی ۔ روپیہ مہرالسہ ۲۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ بھی لکھ دیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد۔ احمدی بیگم بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد عبدالغنی خان۔ گواہ شد۔ محمد عبدالغفور خان۔

نمبر ۳۱۱۹:۔ میں محمد اشرف ولد میاں رحمت اللہ صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان پختہ اندرون شہر محلہ موری دروازہ قیمتی ۸۰۰ روپیہ ایک مکان پختہ ریلوے روڈ پر قیمتی ۱۲۰۰ روپیہ ایک مکان خام واقعہ امین آباد نزد ریلوے سٹیشن قیمتی ۵۰۰ روپیہ دو کنال زمین برائے مکان واقع نئی آبادی قادیان نزد ریلوے سٹیشن قیمتی ۵۰۰ روپیہ۔ لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اسوقت ۹۸/- روپیہ ماہوار ہے۔ اس کے علاوہ میڈیکل پریکٹس سے کچھ آمد ہوتی ہے جس کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ اور ہر ماہ میں تین دن (۱ لغایت ۱۷ تاریخ) کی پریکٹس کی آمد جس قدر ہو۔ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد۔ محمد اشرف سب اسسٹنٹ سرجن بائیل گنج۔ (ضلع منٹگمری) گواہ شد۔ نواب علی ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول بائیل گنج المرقوم ۱۶ دسمبر ۱۹۲۹ء۔ گواہ شد۔ سید خان نمبردار موضع بائیل گنج

ہندوستان کی خبریں

—— بمبئی - ۱۷ مئی - مولوی محمد علی صاحب نے یوم فلسطین کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلسے میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ انہوں نے حکومت بمبئی کے نام ایک تار ارسال کیا ہے جس میں اجازت طلب کی ہے۔ کہ انہیں یرو دا جیل میں مسٹر گاندھی سے ملاقات کا موقع دیا جائے تاکہ وہ ان سے مشورہ کریں۔ کہ ہندوستان میں امن کیونکر قائم ہو۔

—— بمبئی - ۱۶ مئی - تھرڈ پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے مسز کملا دیوی چٹو پادھیائے کو زیر دفعہ ۱۱۷ تعزیرات ہند چھ ماہ قید محض اور ایک سو پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے

—— شملہ - ۱۷ مئی - آج ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب امرتسر جالندھر - لدھیانہ اور انبالہ کا معائنہ کرنے کے بعد شملہ واپس تشریف لائے۔

—— ڈھبری - ۱۵ مئی - کل ڈھبری میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا۔ اور اس حکم کے رو سے ایک جلسہ عام کو خلاف قانون قرار دیا گیا۔ لوگوں نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا۔ اس پر پولیس نے انہیں زدوکوب کیا۔ تین آدمی مجروح ہوئے۔ اور تین کے نہایت شدید ضربات آئیں۔

—— امرتسر - ۱۷ مئی - آج سٹوڈنٹس کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت مسٹر آصف علی جلیانوالہ باغ میں منعقد ہوا۔ متعدد قراردادیں منظور ہوئیں۔ ایک میں پنڈت جواہر لال نہرو کی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ نیز تمام سیاسی رہنماؤں کی گرفتاری اور سزایابی پر مبارکباد دی گئی۔ اور طلباء کی طرف سے ان کے نقش قدم پر چلنے کا یقین دلایا گیا۔ تیسری قرارداد میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ لاہور میں طلبہ کی ایک ستیہ گرہ کمیٹی بنائی جائے۔ ایک اور قرارداد میں تعطیلات کے ایام میں دیہات میں طلبہ کے جتھے بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۹ بجے شب کے قریب جب تھوڑے عرصے کے لئے روشنی مدھم ہو گئی تھی "ہندوستانی سوشلسٹ ری پبلک آرمی" کی طرف سے حاضرین میں سرخ اشتہارات تقسیم کئے گئے۔

—— اڈیٹر صاحب الجمعیۃ نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ مولوی کفایت اللہ صاحب دھاراسانہ کے ذخیرہ نمک پر حملہ کرنے کے لئے جانے والے ہیں۔

—— پشاور - ۱۶ مئی - پنڈت مالویہ نے آج چیف کمشنر صوبہ سرحد کے نام ایک تار ارسال کیا جس میں لکھا ہے۔ آپ کے تار کا شکریہ جس میں آپ نے یقین دلایا ہے۔ کہ زخمیوں کی پوری طرح سے غور و پرداخت ہو رہی ہے۔ اس یقین دلانے کے بعد میرے لئے میرے پشاور آنے پر آپ کے اعتراض کرنے کی وجہ معلوم کرنا اور زیادہ مشکل ہو گیا ہے اس اعتراض اور پٹیل کمیٹی کو پشاور آنے کی ممانعت کے بعد اس شبہ کو تقویت ہوتی ہے۔ کہ پشاور کی حکومت میں کوئی بات ایسی ہے جس کے عوام سے پوشیدہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ غیر سرکاری لوگوں کو بھی اس بات کی اجازت ہونی چاہئے کہ وہ ایسے افسوسناک موقع پر اپنے بھائیوں کی خدمت کریں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ میں مری جاؤں۔ اور دیکھوں کہ آیا میں پنجاب کے اندر کوئی مدد کر سکتا ہوں۔

—— لاہور - ۱۸ مئی - میاں سر فضل حسین کی دوسری صاحبزادی کی شادی نواب محمد حیات خان صاحب نون کمشنر لاہور کے صاحبزادے اور آنریبل ملک فیروز خان نون کے بھائی ملک اکبر حیات خان سے ہوئی۔

—— پشاور - ۱۷ مئی - خلافت کمیٹی نے سر اے۔ بی پیٹرو پریزیڈنٹ آل پارٹیز کانفرنس بمبئی کے نام ایک تار ارسال کیا ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ ہندوستان میں صوبجاتی خود اختیاری کے ساتھ فیڈرل نظام حکومت کی سفارش کی جائے۔ اور اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ ہر وہ دستور اساسی نامنظور کر دیا جائے۔ جس میں سرحد کو حکومت کے نظام میں برابر کا حصہ نہ دیا گیا ہو۔

—— بلسار - ۱۶ مئی - مسز نائیڈو اور ان کے رضاکار آج صبح گرفتار کر لئے گئے۔ جنہیں پولیس نے ملقہ میں لے کر سرکاری حدود سے باہر کر دیا۔ اور اس کے بعد انہیں فوراً رہا کر دیا گیا۔

—— بمبئی - ۱۶ مئی - آل پارٹیز کانفرنس کی اتحاد کمیٹی کا اجلاس زیر صدارت سر پیٹرو شروع ہوا۔ کمیٹی نے سر پیٹرو کی صدارت میں دس اراکین کی ایک سب کمیٹی بنا دی ہے جو جون ۱۹۳۰ء کے آخر تک ہندو مسلم سوال اور اقلیتوں کے حقوق کے تصفیہ کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ لہذا اتحاد کمیٹی کا اجلاس وسط جولائی تک ملتوی کر دیا گیا۔

—— دھرسانہ کیمپ - ۱۶ مئی - آج ایک بجے دوپہر ستیہ آگرہی کھلے میدان سے سالٹ ڈپو پر دھاوا بولنے کے لئے بڑھے۔ پولیس نے لاٹھیوں کا استعمال کیا۔ جس سے قریباً ۱۱ کو کم و بیش زخم آئے۔ دیگر والنٹیروں کو زبردستی باہر ہٹا دیا گیا۔ اور اب ڈپو کے گرد پولیس کا پہرہ ہے۔

—— مدراس - ۱۹ مئی - تحقیقات پر معلوم ہوا ہے۔ کہ چھ نامکمل بم پولیس پر پھینکے گئے تھے۔ جن میں سے صرف ۲ ایک پھٹا۔ ایک یورپین سارجنٹ اور ایک کنسٹبل زخمی ہوئے۔ اور بہت سے اشخاص کے پتھروں سے چوٹیں آئیں۔

—— شملہ - ۱۹ مئی - حکومت ہند نے چیف کمشنر صوبہ شمال مغربی سرحد کی درخواست پر ایک کمیٹی مقرر کی ہے جس میں آنریبل سر شاہ محمد سلیمان (ہائیکورٹ الہ آباد) اور آنریبل مسٹر جسٹس پینکرج (ہائیکورٹ بنگال) شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی ۲۳ اپریل ۱۹۳۰ء کے واقعات پشاور کے متعلق تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ جن اشخاص کے رشتہ دار بلوے کے دوران میں زخمی یا ہلاک ہوئے ہیں۔ وہ وکیل کی معرفت کمیٹی کے سامنے پیش ہو سکتے ہیں۔ کوئی شخص جو کمیٹی کے سامنے شہادت دیگا۔ اپنے کسی اقرار کی وجہ سے گرفتار نہیں کیا جائیگا۔ اور شاہد کے اقرار کو کسی فوجداری مقدمہ میں اس کے خلاف استعمال کیا جائیگا۔ اس کمیٹی کا اجلاس پشاور میں ۲۶ مئی کو شروع ہوگا۔

—— جالندھر - ۱۸ مئی - رائے زادہ ہنسراج اور سردار ہری سنگھ آدھی رات کے بعد گرفتار کر لئے گئے۔

—— سکھر - ۱۹ مئی - آج سٹی مجسٹریٹ سکھر نے پیر پگارو کو مقدمہ قتل میں بری کر دیا۔

ممالک غیر کی خبریں

—— یروشلم - ۱۵ مئی - گذشتہ اگست کے فسادات کے سلسلہ میں آخری مقدمہ کا فیصلہ بھی سنا دیا گیا ہے۔ دو عربوں کو موت کی اور ایک کو عمر قید کی سزا ہوئی ہے۔ اور ایک رہا کر دیا گیا ہے۔ ان پر چوبیس یہودیوں کو قتل کرنے کا الزام تھا۔

—— لندن - ۱۷ مئی - اخبار "مارننگ پوسٹ" فلسطین کے عرب وفد کے مطالبات کو حکومت برطانیہ کی طرف سے ٹھکرا دیئے جانے پر توجہ دلاتے ہوئے اعلان کرتا ہے۔ کہ لارڈ پاسفیلڈ نے یہودیوں کے مفاد کو سلطنت کے مفاد پر ترجیح دی ہے۔ اور عربوں کو ان کی شکایات کا تدارک کئے بغیر واپس کر دیا ہے۔

—— رگبی - ۱۵ مئی - جمعیۃ الاقوام کی کونسل کے اجلاس میں آج صبح سر آرتھر ہینڈرسن وزیر خارجہ برطانیہ نے فلسطین کی صورت حالات کے متعلق ایک بیان دیا جس کے دوران میں بتایا۔ کہ حکومت برطانیہ نے فلسطین میں اپنی فوجی طاقت زیادہ کر دی ہے۔ اور وہ اس میں تخفیف کرنا نہیں چاہتی۔

—— [illegible] - ۱۷ مئی - جاپان کاٹن ٹریڈنگ کمپنی نے اعلان کیا ہے۔ کہ اسے سال کے ابتدائی مہینوں میں اٹھائیس لاکھ پونڈ کا نقصان ہوا ہے۔